

(۷۶) وَمِنْ كَلِمَاتٍ كَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

خطبہ (۷۶)

يَدْعُو بِهَا

امیر المؤمنین علیؑ کے دعائیہ کلمات

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا آتَتْ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي،  
فَإِنْ عُدْتُ فَعُدْ عَلَيَّ بِالْمَغْفِرَةِ.

اے اللہ! تو ان چیزوں کو بخش دے جنہیں تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ اگر میں گناہ کی طرف پلٹوں تو تو اپنی مغفرت کے ساتھ پلٹ۔

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا وَآيْتُ مِنْ نَفْسِي، وَ  
لَمْ تَجِدْ لَهُ وَفَاءً عِنْدِي.

بارِ الہا! جس عمل خیر کے بجالانے کا میں نے اپنے آپ سے وعدہ کیا تھا، مگر تو نے اسے پورا ہوتے ہوئے نہ پایا، اسے بھی بخش دے۔

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا تَقَرَّبْتُ بِهِ إِلَيْكَ  
بِلِسَانِي، ثُمَّ خَالَفَهُ قَلْبِي.

میرے اللہ! زبان سے نکلے ہوئے وہ کلمے، جن سے تیرا تقرب چاہا تھا، مگر دل ان سے ہمنوا نہ ہو سکا، ان سے بھی درگزر کر۔

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي رَمَزَاتِ الْأَلْحَاطِ، وَ  
سَقَطَاتِ الْأَلْفَاطِ، وَ شَهَوَاتِ الْجَنَانِ، وَ  
هَفَوَاتِ اللَّسَانِ.

پروردگار! تو آنکھوں کے (طنزیہ) اشاروں اور ناشائستہ کلموں اور دل کی (بری) خواہشوں اور زبان کی ہرزہ سرائیوں کو معاف کر دے۔

--☆☆--

-----☆☆-----

خطبہ (۷۷)

(۷۷) وَمِنْ كَلَامِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ

جب آپؐ نے جنگ خوارج کیلئے نکلنے کا ارادہ کیا تو ایک شخص نے کہا کہ: یا امیر المؤمنین! اگر آپ اس وقت نکلے تو علم نجوم کی رُو سے مجھے اندیشہ ہے کہ آپ اپنے مقصد میں کامیاب و کامران نہیں ہو سکیں گے، جس پر آپؐ نے فرمایا کہ:

قَالَ لِبَعْضِ أَصْحَابِهِ لَمَّا عَزَمَ عَلَى الْمَسِيرِ  
إِلَى الْخَوَارِجِ فَقَالَ لَهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! إِنَّ  
سِرَّتَ فِي هَذَا الْوَقْتِ خَشِيئَةُ أَنْ لَا تَقْضَى  
بِمُرَادِكَ مِنْ طَرِيقِ عِلْمِ النُّجُومِ، فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ تم اس گھڑی کا پتہ دیتے ہو کہ اگر کوئی اس میں نکلے تو اس کیلئے کوئی بُرائی نہ ہوگی اور اس لمحے سے خبردار کرتے ہو کہ اگر کوئی اس میں نکلے تو اسے نقصان درپیش ہوگا، تو جس نے اسے صحیح سمجھا، اس نے قرآن کو جھٹلایا اور مقصد کے پانے اور مصیبت کے دور کرنے میں اللہ کی مدد سے بے نیاز ہو گیا۔ تم اپنی ان باتوں سے یہ چاہتے ہو کہ جو تمہارے کہے پر عمل کرے وہ اللہ کو چھوڑ کر تمہارے گن گائے۔ اس لئے کہ تم نے اپنے خیال میں

أَتَزَعُمُ أَنَّكَ تَهْدِي إِلَى السَّاعَةِ الَّتِي  
مَنْ سَارَ فِيهَا صَرِفَ عَنْهُ السُّوءُ؟ وَ تُخَوِّفُ  
مِنَ السَّاعَةِ الَّتِي مَنْ سَارَ فِيهَا حَاقَ بِهِ  
الضَّرُّ؟ فَمَنْ صَدَّقَ بِهَذَا فَقَدْ كَذَّبَ  
الْقُرْآنَ، وَ اسْتَعْنَى عَنِ الْاِسْتِعَانَةِ بِاللَّهِ فِي  
نَيْلِ الْمَحْبُوبِ وَ دَفَعَ الْمَكْرُوهَ، وَ تَبَتَّغَى فِي  
قَوْلِكَ لِلْعَامِلِ بِأَمْرِكَ أَنْ يُؤَلِّيكَ الْحَمْدَ

اس ساعت کا پتہ دیا کہ جو اس کیلئے فائدہ کا سبب اور نقصان سے بچاؤ کا ذریعہ بنی۔

پھر آپ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

اے لوگو! نجوم کے سیکھنے سے پرہیز کرو، مگر اتنا کہ جس سے خشکی اور تری میں راستے معلوم کر سکو۔ اس لئے کہ نجوم کا سیکھنا کہانت اور غیب گوئی کی طرف لے جاتا ہے اور منجم حکم میں مثل کاہن کے ہے اور کاہن مثل ساحر کے ہے اور ساحر مثل کافر کے ہے اور کافر کا ٹھکانا جہنم ہے۔ بس اللہ کا نام لے کر چل کھڑے ہو۔

--☆☆--

دُونَ رَبِّهِ، لِأَنَّكَ بِرِعْمِكَ. أَنْتَ هَدَيْتَهُ إِلَى السَّاعَةِ الَّتِي نَالَ فِيهَا النِّفْعَ، وَأَمِنَ الضَّرَّ.

ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ:

أَيُّهَا النَّاسُ! أَيَّاكُمْ وَتَعَلَّمَهُ النُّجُومَ، إِلَّا مَا يَهْتَدِي بِهِ فِي بَرٍّ أَوْ بَحْرٍ، فَإِنَّهَا تَدْعُو إِلَى الْكُهَّانَةِ، وَالْمُنَجِّمِ كَالْكَاهِنِ، وَالْكَاهِنِ كَالسَّاحِرِ، وَالسَّاحِرِ كَالْكَافِرِ! وَالْكَافِرِ فِي النَّارِ! سَيِّئُ وَعَالِي أَسْمِ اللَّهِ.

-----☆☆-----

ط جب امیر المؤمنین علیؑ نے خوارج کی شورش کو دبانے کیلئے نہروان کا ارادہ کیا تو عیفت ابن قیس نے آپؐ سے عرض کیا کہ: یہ ساعت اچھی نہیں ہے، اگر آپؐ اس وقت روانہ ہوئے تو فتح و ظفر مندی کے بجائے شکست و ہزیمت اٹھانا پڑے گی۔ مگر حضرتؐ نے اس کی بات کو درخور اعتناء نہ سمجھا اور اسی وقت لشکر کوچ کا حکم دے دیا اور نتیجہ میں خوارج کو ایسی شکست فاش ہوئی کہ ان کے چار ہزار جنگجوؤں میں سے صرف نو آدمی بھاگ کر اپنی جان بچا سکے اور باقی کا صفایا ہو گیا۔

امیر المؤمنین علیؑ نے نجوم کے غلط و نادرست ہونے پر تین طرح سے استدلال فرمایا ہے:

پہلے یہ کہ اگر منجم کی باتوں کو درست مان لیا جائے تو قرآن کو جھٹلانا پڑے گا، کیونکہ منجم ستاروں کو دیکھ کر غیب میں چھپی ہوئی چیزوں کے جاننے کا ذمہ کرتا ہے اور قرآن یہ کہتا ہے کہ:

﴿قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ط﴾

آسمان وزمین کے بسنے والوں میں سے کوئی بھی غیب نہیں جانتا سوائے اللہ کے۔ ط

دوسرے یہ کہ وہ اپنے زعم ناقص میں یہ سمجھ لیتا ہے کہ وہ مستقبل کے حالات سے مطلع ہو کر اپنے نفع و نقصان کو جان سکتا ہے، تو وہ اللہ کی طرف رجوع ہونے اور اس سے مدد چاہنے میں اپنے کو بے نیاز سمجھے گا۔ اور یہ اللہ سے بے اعتنائی اور اس کے مقابلہ میں خود اعتمادی ایک طرح کا زندقہ و الحاد ہے جو اللہ سے اس کے توقعات ختم کر دیتا ہے۔

تیسرے یہ کہ اگر وہ کسی مقصد میں کامیاب ہو گا تو اس کا میانی کو اپنے علم کا نتیجہ قرار دے گا جس سے وہ اللہ کے بجائے خود اپنے نفس کو سراہے گا اور اس سلسلہ میں جن کی راہنمائی کرے گا ان سے بھی یہی چاہے گا کہ وہ اللہ کے شکر گزار ہونے کے بجائے اس کے شکر گزار ہوں۔

یہ تمام چیزیں فن نجوم میں اس حد تک مداخلت سے نہیں روکتیں جس حد تک نجوم کی تاثیر کو منجانب اللہ واول کے طبعی اثر کے قبیل سے مانا جائے جس میں قدرت الہی پھر بھی موانع پیدا کر کے سدراہ ہو سکتی ہے۔ ہمارے اکثر علمائے اسلام جو علم نجوم میں مہارت حاصل کئے ہوئے تھے، وہ اسی بنا پر صحیح ہے کہ وہ اس کے نتائج کو قطعی نہ سمجھتے تھے۔

☆☆☆☆☆

